اقلیتوں کی عبادت گاہوں سے متعلق مسائل

مفتی وزیر احمد

(جامعہ ضیاء مدینہ لیہ)

یہود ونصاریٰ، آتش پرست اور دیگر اقلیتیں جنکی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں نے اٹھا رکھی ہے، اگر وہ صلح کی شرائط کے پاسدار رہیں تو اسلام اس رواج کی حمایت نہیں کرتا کہ کسی اور سلطنت میں جس مذہب کے لوگ مسلمانوں کی عبادت گاہوں پر حملہ آور ہوں تو اُسی مذہب کے حامل ہمارے ملک میں جو ذمی ہیں ان کے عبادت خانے منہدم کردئے جائیں۔ بلکہ جتنے اسلامی ممالک میں اہل ذمہ ہیں ان کے عبادت خانوں سے متعلق بوقت صلح جو شرائط طے ہوئی تھیں ان پر مسلمانوں اور اہل ذمہ کو قائم رہنا ضروری ہے۔

رواں سن کے شروعات میں ایک صاحب نے یہود ونصاریٰ سے ہمدردی اور فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی عبادت گاہوں کے لئے تین ملین سے زاید رقم مختص کرنے کا اعلان کیا ہے، اتنی رقم فراہم کرنے سے نصاریٰ فقط ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے والے چرچ ہی نہیں بنا سکتے، بلکہ اسلام کے خلاف ایک اسٹیٹ تعمیر کرسکتے ہیں۔ حالانکہ مال سرکار سے اتنا پیسہ کنیسوں کی نذر کرنے والا مسلمان ہونے کا دم بھرتا ہے، اسے لائق تھا کہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے لئے بھی کچھ رقم مختص کرتا۔ کیونکہ چرچ کی بنسبت زیادہ تعداد میں مساجد بمباروں کی نذر ہوئی ہیں۔

اقلیتوں کو حقوق دینے والے ادارے اس آڑ میں مسلمانوں کے شہروں میں نئے چرچ اور ان کے عبادت خانے تعمیر کرنے کی اجازت دینے کے ہرگز اہل نہیں۔ کیونکہ دارالاسلام میں کسی کو کفر وضلالت پھیلانے اور اسلام کو مسمار کرنے کی اجازت نہیں۔

صلح کی صورت میں جتنے اہل ذمہ دارالاسلام میں مقیم ہیں انہیں یہ روا نہیں کہ وہ نئے چرچ، گرُدوارے، مندر اور آتش کدے بنائیں اور نہ ہی مملکت اسلامیہ میں مقیم یہود ونصاریٰ اپنے دین کی تبلیغ واشاعت کرسکتے ہیں تاکہ کفر وارتداد کا دروازہ بند رہے اور وہ اپنے مذہبی شعار مثلاً صلیب اور ناقوس وغیرہ بھی شہروں میں ظاہر نہیں کرسکتے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلَایَجُوْزُ اِحْدَاثُ بِیْعَةٍ وَلَا کَنِیْسَةٍ فِی دَارِ الْاِسْلَامِ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَاخِصَاءَ فِی الْاِسْلَامِ

☆ما مضی فات وما ذهب مات فلا ☆اعتزل الناس الا من خیر وکن جلیس بیتك واقبل علی شانك واقلل من المخالطة.☆

وَلَا کَنِیْسَةَ وَالْمُرَادُ اِحْدَاثُهَا

دارالاسلام میں نیا ''بیعہ، کنیسہ'' بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''اسلام میں خصی ہونا اور کنیسہ نہیں ''۔ اس سے مراد نیا بنانا ہے۔ (ہدایہ: ۲/۵۸۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی اور علامہ علاء الدین حصکفی رحمہما اللہ لکھتے ہیں:

(وَلَا) یَجُوْزُ أَنْ (یُحْدِثَ بِیْعَةً وَلَا کَنِیْسَةً وَلَا صَوْمَعَةً وَلَا بَیْتَ نَارٍ...) وَلَا صَنَمًا حَاوِیٌّ فِی دَارِ الْإِسْلَامِ وَلَوْ فِی قَرْیَةٍ فِی الْمُخْتَارِ (وَیُعَادُ الْمُنْهَدِمُ) أَیْ لَا مَاهَدَمَهُ الْإِمَامُ بَلْ مَا انْهَدَمَ ...(مِنْ غَیْرِ زِیَادَةٍ عَلَی الْبِنَاءِ الْأَوَّلِ،

دارالاسلام میں بیعہ، کنیسہ، صومعہ، آتش کدہ اور بت خانہ بنانا جائز نہیں اگرچہ گاؤں میں ہو قول مختار کے مطابق اور (ذمیوں کا جو عبادت خانہ خود بخود گر جائے) اسے دوبارہ بنایا جائے گا، بنائے ثانی میں توسیع نہیں کی جائے گی اور جسے حاکم وقت (یا اس کا نائب) گرادے وہ دوبارہ نہیں بنایا جائے گا۔ (تنویر الابصار، درمختار مع شامی: ۳/۲۹۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِی الْفَتْحِ قِیْلَ الْأَمْصَارُ ثَلَاثَةٌ مَا مَصَّرَهَا الْمُسْلِمُوْنَ کَالْکُوْفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَبَغْدَادَ وَوَاسِطٍ وَلَا یَجُوْزُ فِیْهِ ذٰلِکَ إِجْمَاعًا وَمَافَتَحَهُ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْوَةً فَهُوَ کَذٰلِکَ وَمَافَتَحُوْهُ صُلْحًا فَإِنْ وَقَعَ عَلٰی أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ جَازَ الْإِحْدَاثُ وَإِلَّا فَلَا إِلَّا إِذَا شَرَطُوْا الْإِحْدَاثَ اه ملخصا وَعَلَیْهِ فَقَوْلُهُ وَلَا یَجُوْزُ أَنْ یُحْدِثُوْا مُقَیَّدٌ بِمَا إِذَا لَمْ یَقَعِ الصُّلْحُ عَلٰی أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ أَوْ عَلَی الْإِحْدَاثِ لٰکِنَّ ظَاهِرَ الرِّوَایَةِ أَنَّهُ لَا اِسْتِثْنَاءَ فِیْهِ کَمَا فِی الْبَحْرِ وَالنَّهْرِ قُلْتُ لٰکِنْ إِذَا صَالَحَهُمْ عَلٰی أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ فَلَهُمُ الْإِحْدَاثُ إِلَّا إِذَا صَارَ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِیْنَ بَعْدُ فَإِنَّهُمْ یُمْنَعُوْنَ مِنَ الْإِحْدَاثِ بَعْدَ ذٰلِکَ ثُمَّ لَوْ تَحَوَّلَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ ذٰلِکَ الْمِصْرِ إِلَّا نَفَرًا یَسِیْرًا فَلَهُمُ الْإِحْدَاثُ أَیْضًا فَلَوْ رَجَعَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَیْهِ لَمْ یَهْدِمُوْا مَا أُحْدِثَ قَبْلَ عَوْدِهِمْ کَمَا فِی شَرْحِ السِّیَرِ الْکَبِیْرِ وَکَذَا قَوْلُهُ وَمَافُتِحَ عَنْوَةً فَهُوَ کَذٰلِکَ لَیْسَ عَلٰی إِطْلَاقِهِ أَیْضًا بَلْ هُوَ فِیْمَا قُسِمَ بَیْنَ الْغَانِمِیْنَ أَوْ صَارَ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِیْنَ فَقَدْ صَرَّحَ فِی شَرْحِ السِّیَرِ بِأَنَّهُ لَوْ ظَهَرَ عَلٰی أَرْضِهِمْ وَجَعَلَهُمْ ذِمَّةً لَا یَمْنَعُوْنَ مِنْ إِحْدَاثِ کَنِیْسَةٍ لِأَنَّ الْمَنْعَ مُخْتَصٌّ بِأَمْصَارِ الْمُسْلِمِیْنَ الَّتِیْ تُقَامُ فِیْهَا الْجُمَعُ وَالْحُدُوْدُ فَلَوْ صَارَتْ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِیْنَ مُنِعُوْا مِنَ الْإِحْدَاثِ وَلَا تُتْرَکُ لَهُمُ الْکَنَائِسُ الْقَدِیْمَةُ أَیْضًا کَمَا لَوْ قَسَّمَهَا بَیْنَ الْغَانِمِیْنَ لٰکِنْ لَا تُهْدَمُ بَلْ یَجْعَلُهَا مَسَاکِنَ لَهُمْ لِأَنَّهَا مَمْلُوْکَةٌ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا صَالَحَهُمْ عَلَیْهَا قَبْلَ ظُهُوْرِ عَلَیْهِمْ فَإِنَّهُ یَتْرُکُ لَهُمُ الْقَدِیْمَةَ وَیَمْنَعُهُمُ الْإِحْدَاثُ بَعْدَمَا صَارَتْ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِیْنَ

شہروں کی تین اقسام ہیں۔۱۔ جسے مسلمان بنائیں جیسے کوفہ، بصرہ، بغداداورواسط ایسے شہر میں باالاتفاق کلیسا (چرچ) نئے سرے بنانا جائزنہیں۔۲۔ جسے مسلمان بزوروقوت حاصل کریں اس کا حکم ماسبق والا ہے۔۳۔وہ ہے جسے مسلمان صلح سے حاصل کریں (اب اس کی دوصورتیں ہیں) اگر صلح اس شرط پرہوئی کہ وہاں کی زمین ان (یہودیوں) کے لئے ہے پھرتو نئے کلیسے بنانا جائز ہیں ورنہ نہیں۔ہاں اگر صلح کے وقت نئے کلیسے بنانیں کی شرط لگائی گئی تو پھر جائز ہے (گوزمین ان کیلئے نہ ہو)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی کا قول "**ولا یجوز ان یحدثوا**" "انہیں نیا کلیسا بنانا جائزنہیں" یہ اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ جب ان سے صلح اس پر نہ ہوئی کہ زمین ان کے لئے ہے یا نئے کنیسہ پر۔لیکن ظاہرالروایت کے مطابق ان کے لئے استثنانہیں ہے جیسا کہ بحراورنہر میں ہے۔(علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں) میں کہتاہوں جب ان سے صلح اس بات پرہوئی کہ وہاں کی زمین ان کے لئے ہے، پھرنئے کلیسہ کاان کے لئے جواز ہے۔ہاں اس کے بعداگرشہر مسلمانوں کاہوجائے تو مسلمان انہیں نئے کنیسوں کی تعمیرات سے منع کرسکتے ہیں، بعدازاں اگرمسلمان اس شہر سے نفرِ یسیر کی صورت میں منتقل ہوناشروع ہوجائیں توپھروہ نئے (کنیسے) بناسکتے ہیں (اس کے بعد پھر) اگرمسلمان اس شہرمیں لوٹ آئیں تو ان کے آنے سے قبل جوانہوں نے (چرچ) تعمیر کرلئے مسلمان انہیں نہ گرائیں جیسا کہ شرح سیر الکبیر میں ہے اوراسی طرح ان کا قول "**مافتح عنوۃ فھو کذلک**" (جس شہرکومسلمان غلبہ سے فتح کرلیں وہ بھی اسی طرح ہے) مطلقاً نہیں، بلکہ جب غانمین کے مابین (مفتوحۃ علاقہ) بانٹ دیاجائے یااس کومسلمان شہر بنالیں۔اور "شرح السیر" میں تصریح ہے کہ اگر یہویوں کی زمین پرمسلمانوں غلبہ حاصل کرلیں اوران کو "ذمی" بنالیں توانہیں نئے "کلیسہ" کی تعمیر سے نہ روکیں۔کیونکہ منع امصارالمسلمین سے مختص ہے اورامصارالمسلمین وہ مقامات ہیں جہاں "جمعہ (عیدین) اورحدودقائم کی جاتی ہوں۔اوراگروہ مسلمانوں کاہوجائے تو نئے کلیسوں کی تعمیر سے انہیں روک دیں اور کنائس قدیمہ بھی انہیں نہ دیئے جائیں جیسا کہ غانمین کے مابین اگرانہیں تقسیم کیاجائے، البتہ چرچوں کومنہدم نہ کیاجائے، بلکہ جن کے حصہ میں آئیں ان کی رہائش گاہیں بنائی جائیں۔کیونکہ اب وہ غانمین کی ملکیت ہیں، بخلاف اس صورت کے کہ یہودیوں پرظہور سے قبل ان سے صلح کرلی جائے کیونکہ اس صورت میں قدیمی گرجے انہیں دئے جائیں گےاورنئے کی تعمیر سے انہیں روک دیاجائے گا بشرطیکہ شہر (آبادی کے اعتبار سے) مسلمانوں کاہوجائے۔

(فتاویٰ شامی: ۳/ ۲۹۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆الکون بنیی علی النظام فعلیک بالترتیب فی ملبسک وبیتک ومکتبک وواجبک.☆

دارالاسلام میں اقلیتوں کو نئے عبادت خانے بنانے سے منع کیا جائے۔

دارالاسلام میں مقیم اقلیتوں کو نئے چرچ (کلیسے، کنیسے) مندر، گردوارے اور بیعے بنانے سے حکومتی سطح پرمنع کرنا چاہئے، اوران کے لئے اہل اقتدار کو "دفعات" وضع کرنی چاہییں۔ کیونکہ جب مملکت اسلامیہ میں فرزندان اسلام کو انتظامیہ سے اجازت حاصل کئے بغیر نئی مساجد بنانا اور تعمیر کرنا منع ہے، تو جو ہمارے ذمی ہیں کیا وہ اس معاملہ میں آزاد ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر معاذ اللہ ! کیا اہل اقتدار نے مسلمانوں کو ذمیوں کا درجہ اور ذمیوں کو مسلمانوں کا منصب سپرد کر دیا ہے؟

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

...وَإِنْ صَالَحَهُمْ عَلٰى أَنَّ الدَّ ارلَنَاوَيُؤَدُّوْنَ الْجِزْيَةَ ،فَالْحُكْمُ فِي الْكَنَائِسِ عَلٰى مَايُوْقَعُ عَلَيْهِ الصُّلْحُ فَإِنْ صَالَحَهُمْ عَلٰى شَرْطِ تَمْكِيْنِ الْإِحْدَاثِ لَانَمْنَعُهُمْ وَالْأَوْلٰى أَنْ لَايُصَالِحَهُمْ عَلَيْهِ،وَإِنْ وَقَعَ الصُّلْحُ مُطْلَقًالَايَجُوْزُ الْإِحْدَاثُ وَلَايَتَعَرَّضُ لِلْقَدِيْمَةِاه،وَالْحَاصِلُ أَنَّهُمْ يُمْنَعُوْنَ مِنَ الْإِحْدَاثِ مُطْلَقًاإِلَّاإِذَاوَقَعَ الصُّلْحُ عَلَى الْإِحْدَاثِ أَوْعَلٰى أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ عَلٰى هٰذَاالْقَوْلِ وَلَااسْتِثْنَاءَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .وَأَشَارَإِلٰى أَنَّهُمْ يُمْنَعُوْنَ مِنْ إِحْدَاثِ بَيْتِ النَّارِبِالْأَوْلٰى.وَالصَّوْمَعَةِ كَالْكَنِيْسَةِلِأَنَّهَاتُبْنٰى ...

اگران سے (یعنی ذمی بننے والوں سے) صلح اس شرط پر ہوئی کہ دار ہمارے لئے ہوگا اور وہ جزیہ دیں گے تو کنیسوں سے متعلق حکم وہ ہوگا جو فاتح اور ذمیوں کے درمیان طے پایا، اگران سے اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ نئے کنیسے بنا سکیں گے تو پھر ہم (مسلمان) انہیں اس سے منع نہیں کریں گے لیکن بہتر یہ ہے کہ نئے چرچ تعمیر کرنے کے اذن پر صلح نہیں کرنی چاہیے، اگر صلح میں نئے گرجے بنانے کا معاملہ زیر بحث نہ آیا تو نئے کلیسے بنانا جائز نہیں اور قدیمی سے بھی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انہیں نئے گرجے بنانے سے مطلقاً منع کیا جائے گا، بجز اس صورت کے ان سے صلح نئے بنانے پر ہوئی یا اس شرط پر ہوئی کہ زمین ان کے لئے ہے اور ظاہر الروایت میں کوئی استثناء نہیں اور اس بحث سے "آتش کدہ" کے مسئلہ کا بھی اشارۃً سمجھ آ گیا! آتش پرستوں کو نئے آتش کدہ کے بنانے سے بطریق اولیٰ روکا جائے گا اور "صومعہ" مثل کنیسہ کے ہے۔ کیونکہ وہ بھی نصاری کی عبادت کے لئے بنایا جاتا ہے۔

(بحر الرائق؛۵/۱۹۰؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جہاں شعار اسلام اور شعار کفر کا مقابلہ ہو وہاں ذمیوں کے نئے عبادت خانے ممنوع ہیں۔

شہروں میں چونکہ اکثریتی اعتبار سے اسلامی شعار کا ظہور ہوتا ہے، مساجد، عیدگاہیں، جنازہ گاہیں اور اسلامی جامعات شہروں میں بکثرت ہوتی ہیں اس لئے وہاں پر شعار کفر کی اجازت دینا یعنی نئے چرچ، بیعہ، مندر اور گردوارے کی تعمیر کی اجازت دینا گویا کہ اسلامی شعار سے مقابلہ ہے اور جہاں بھی مقابلہ کی صورت پیدا ہو وہاں شعار کفر ممنوع ہیں۔

ہنوز گاؤں، گوٹھوں اور چکوک میں ایسی اسلامی شعار دیکھنے کو بکثرت ملتی ہیں جو نصف صدی قبل شہروں میں تھیں، اب وہ دیہاتوں میں بکثرت ہیں، دیکھیں دیہاتوں میں مساجد، مدارس اور دیگر شعار اسلام کا وجود کس قدر ہے؟ اس لئے ایسے مقامات پر ذمیوں کے نئے عبادت خانوں کا جواز نہیں بنتا۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے کہ ایسی دیہاتوں میں اجازت نہیں ہے۔ البتہ صاحب مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کوفہ کے دیہات کے متعلق جواز کی روایت ہے اور اس کے جواز کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہاں ذمیوں کی آبادی بہت زیادہ تھی (قرین قیاس ہے کوفہ کی دیہاتوں میں مسلمانوں کی کمی کے باعث وہاں پر شعار کفر کا شعار اسلام سے مقابلہ نہیں تھا)۔ البتہ اب دیہاتوں میں صورت دگرگوں ہے۔ لہذا عصر حاضر میں علامہ سرخسی رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنا چاہیے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهٰذَا فِي الْاَمْصَارِ دُوْنَ الْقُرىٰ لِاَنَّ الْاَمْصَارَ هِيَ الَّتِي تُقَامُ فِيهَا الشَّعَائِرُ فَلَا تُعَارَضُ بِاِظْهَارِ مَا يُخَالِفُهَا وَقِيلَ فِي دِيَارِنَا يُمْنَعُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْقُرىٰ لِاَنَّ فِيهَا بَعْضَ الشَّعَائِرِ وَالْمَرْوِيُّ عَنْ صَاحِبِ الْمَذْهَبِ فِي قُرَى الْكُوْفَةِ لِاَنَّ اَكْثَرَ اَهْلِهَا اَهْلُ الذِّمَّةِ

اور یہ حکم (یعنی اقلیتوں کے نئے عبادت خانے کے متعلق) شہروں پر ہوگا نہ کہ گاؤں کے بارے، کیونکہ شعار اسلام کا قیام شہروں میں کیا جاتا ہے لہذا ان کے مخالف کے اظہار سے معارضہ نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے علاقہ کے گاؤں (دیہات، چکوک، گوٹھ، چاہات، اڈے میں نئے چرچ بنانے سے) منع کیا جائے گا۔ کیونکہ (بعہد حاضر) ہمارے دیہاتوں میں بعض شعائر (اسلام پائے جاتے) ہیں۔ اور صاحب مذہب امام صاحب کی طرف سے ''کوفہ'' کے دیہات میں (نئے چرچ) کی روایت جواز کی ہے۔ کیونکہ وہاں بیشتر باشندے ذمی لوگ تھے۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بِخِلَافِ قُرَى الْمُسْلِمِيْنَ الْيَوْمَ، وَلِذَا قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ فِي شَرْحِهِ فِي كِتَابِ الْإِجَارَاتِ: اَلْأَصَحُّ عِنْدِيْ أَنَّهُمْ يُمْنَعُوْنَ عَنْ ذٰلِكَ فِي السَّوَادِ وَإِنْ كَانَ هُوَ فِي السير الكبير قَالَ إِنْ كَانَتْ قَرْيَةٌ غَالِبُ أَهْلِهَا أَهْلُ الذِّمَّةِ لَا يُمْنَعُوْنَ وَأَمَّا الْقَرْيَةُ الَّتِي سَكَنَهَا الْمُسْلِمُوْنَ اِخْتَلَفَ الْمَشَائِخُ فِيْهَا عَلٰى مَاذَكَرْنَا. فَصَارَ إِطْلَاقُ مَنْعِ الْإِحْدَاثِ هُوَ الْمُخْتَارُ فَصَدَقَ تَعْمِيْمُ الْقُدُوْرِي مَنْعُهَا فِي دَارِ الْإِسْلَامِ.

اب مسلمان کی آبادیوں میں (نئے چرچ کی تعمیر کا مسئلہ اس) کے خلاف ہے، اور اسی لئے امام شمس الائمہ رحمہ اللہ نے فرمایا؛ میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ ذمیوں کو دیہاتوں میں عبادت خانے بنانے سے روکنا چاہئے، اگرچہ سیر کبیر میں یہ ہے کہ گاؤں میں اہل ذمہ زیادہ ہوں تو انہیں نہیں روکنا چاہیے۔ اور بہرحال جس دیہات میں مسلمانوں کی کثرت ہوتو (وہاں ذمیوں کے نئے عبادت خانے سے متعلق) مشائخ کا مذکورہ اختلاف ہے۔ موصوف لکھتے ہیں: مختار اور پسندیدہ یہی ہے کہ نئے چرچ تعمیر کرنا مطلقاً ممنوع ہیں اور امام قدوری کا قول اس بارے بالکل سچا ہے کہ ''ذمیوں کے عبادت خانے دارالاسلام میں تعمیر کرنا عمومی طور منع ہیں (مصر اور قریہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ (فتح القدیر:۶/۵۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دارالاسلام میں موجودہ کنیسے گرانے کا معاملہ۔

ذمی جب تک عہد کو نہ توڑیں ان کے عبادت خانے گرانا یا ان سے چھیننا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دارالاسلام میں موجودہ کنیسے فاتحین نے صلح کی صورت میں باوجود علم کے باقی رہنے دیے تھے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَعَلٰى هٰذَا أَيْضًا فَالْكَنَائِسُ الْمَوْجُوْدَةُ الْآنَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ غَيْرِ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ كُلُّهَا يَنْبَغِيْ أَنْ لَا تُهْدَمَ لِأَنَّهَا إِنْ كَانَتْ فِي الْأَمْصَارِ قَدِيْمَةً فَلَا شَكَّ أَنَّ الصَّحَابَةَ أَوِ التَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ حِيْنَ فَتَحُوا الْمَدِيْنَةَ عَلِمُوْا بِهَا وَبَقُّوْهَا وَبَعْدَ ذٰلِكَ يُنْظَرُ؛ فَإِنْ كَانَتِ الْبَلْدَةُ فُتِحَتْ عَنْوَةً حَكَمْنَا بِأَنَّهُمْ بَقُّوْهَا مَسَاكِنَ لَا مَعَابِدَ فَلَا تُهْدَمُ وَلٰكِنْ يُمْنَعُوْنَ مِنَ الْإِجْتِمَاعِ فِيْهَا لِلتَّقَرُّبِ وَإِنْ عُرِفَ أَنَّهَا فُتِحَتْ صُلْحًا حَكَمْنَا بِأَنَّهُمْ أَقَرُّوْهَا مَعَابِدَ فَلَا يُمْنَعُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ فِيْهَا بَلْ مِنَ الْإِظْهَارِ وَانْظُرْ إِلٰى قَوْلِ الْكَرْخِيِّ إِذَا حَضَرَ لَهُمْ عِيْدٌ يُخْرِجُوْنَ فِيْهِ صُلْبَانَهُمْ وَغَيْرَ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوْا فِي كَنَائِسِهِمُ الْقَدِيْمَةِ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبُّوْا، فَأَمَّا أَنْ يُخْرِجُوْا ذٰلِكَ مِنَ الْكَنَائِسِ حَتّٰى يَظْهَرَ فِي الْمِصْرِ فَلَيْسَ لَهُمْ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ لِيَخْرُجُوْا خُفْيَةً مِنْ كَنَائِسِهِمْ اه .

سوائے جزیرہ ءعرب کے دارالاسلام میں موجودہ تمام کنیسے لائق انہدام نہیں ۔کیونکہ اگر شہروں میں قدیمی تھے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنھم اجمعین نے جب شہر فتح کیا تو انہوں نے باوجود علم کے انہیں باقی رکھا(منہدم نہ کیا)البتہ بعدازاں دیکھا جائے گا کہ انہوں نے اگر شہر غلبہ سے فتح کیا تو کنیسوں کے متعلق یہ حکم لگائیں گے کہ انہوں نے بطریق رہائش اور (ذاتی استعمال کے)کلیسوں کو باقی رکھا، نہ بطورعبادت خانہ کے،لہذا(ایسے پس منظر میں)گرایا نہیں جائے گا لیکن عبادت کے لئے اس میں انہیں جمع ہونے سے روکا جائے گا،اگر معروف یہ ہو کہ شہر صلح سے فتح کیا گیا تھا تو پھر ہم یہ حکم لگائیں گے کہ انہوں نے کلیسوں کو بطورعبادت خانہ کے باقی چھوڑا تھا،لہذا اقلیتوں کو ان میں اجتماع سے نہیں روکا جائے گا،بلکہ اظہار سے روکا جائے گا۔مزید(اس باب سے متعلق)امام کرخی کا یہ قول زیرنظر لائیں''نصاریٰ اپنی عید کے موقع پر''صلیب''یا جو کچھ انہیں اچھا لگے قدیمی کنیسوں میں نکالیں اور صلیب وغیرہ چرچ سے شہر کی طرف نکالنا انہیں روا نہیں،لیکن کنیسوں سے خفیہ نکال سکتے ہیں۔ (بحرالرائق؛۱۹۱/۵؛مکتبہ رشیدہ کوئٹہ)

سرزمین عرب میں کنیسہ اور بیعہ مطلقاً ممنوع ہیں ۔عرب کے شہروں اور دیہاتوں نیز اقلیتوں کی اکثریتی آبادیوں میں یکساں طور یہود و نصاریٰ اپنے عبادت خانے نہیں بناسکتے ۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔''لَایَجْتَمِعُ دِیْنَانِ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ '' جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہوں گے۔ (ہدایہ؛۵۸۲/۲،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ازخود منہدم ہونے والے چرچ؟

اگر فاتحین نے مفتوحہ جگہ کے ذمیوں سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ قدیمی چرچوں سے متعلق تعرض نہیں کیا جائے گا اور نئے چرچ وہ نہیں بنائیں گے۔تو کسی حادثہ کے پیش آنے سے یا قدامت سے منہدم ہونے والے عبادت خانے دوبارہ تعمیر کرنے سے اقلیتوں کو منع نہیں کیا جائے گا ۔گویا کہ فاتحین اس بات پر معنوی طور صلح کی تھی کہ گرنے والے کلیسوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کا انہیں اذن ہے ۔کیونکہ قائم درو دیوار دائمی طور صحیح سلامت نہیں رہ سکتے ،جب امام نے انہیں باقی رکھنے کی شرط پر صلح کی تھی تو دوبارہ تعمیر کرنے کا ایک نوع عہد تھا۔البتہ اقلیتی اپنے عبادت خانوں کی ثانوی تعمیر میں توسیع کرسکتے ہیں ،نہ وہاں سے عبادت خانے منتقل کرسکتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قولہ(وَیُعَادُالْمُنْھَدِمُ)مُفِیْدٌلِشَیْئَیْنِ:اَلْاَوَّلُ عَدَمُ التَّعَرُّضِ لِلْقَدِیْمَۃِ لِاَنَّہٗ قَدْجَرَی التَّوَارُثُ مِنْ لَدُنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِنَاھٰذَابِتَرْکِ الْبِیَعِ وَالْکَنَائِسِ فِی

دَارِنَا.وَالْمُرَادُبِالْقَدِيْمَةِ مَاكَانَتْ قَبْلَ فَتْحِ الْإِمَامِ بَلَدَهُمْ وَمُصَالَحَتُهُمْ عَلٰى اِقْرَارِهِمْ عَلٰى بَلَدِهِمْ وَأَرَاضِيْهِمْ وَلَايُشْتَرَطُ أَنْ تَكُوْنَ فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَامَحَالَةَ كَذَافِي الْبِنَايَةِ.وَفِي الْمُحِيْطِ :لَوْضَرَبُوا النَّاقُوْسَ فِي جَوْفِ كَنَائِسِهِمْ لَايُمْنَعُوْنَ .

اَلثَّانِي جَوَازُبِنَاءِ مَاانْهَدَمَ مِنَ الْقَدِيْمَةِ لِأَنَّ الْأَبْنِيَةَ لَاتَبْقٰى دَائِمًاوَلَمَّاأَقَرَّهُمُ الْإِمَامُ فَقَدْعَهِدَإِلَيْهِمُ الْإِعَادَةَ وَأَشَارَإِلٰى أَنَّهُ لَاتَجُوْزُالزِّيَادَةُ عَلٰى الْبِنَاءِ الْأَوَّلِ كَمَافِي الْخَانِيَّةِوَإِلٰى أَنَّهُمْ لَايُمَكَّنُوْنَ مِنْ نَقْلِهَالِأَنَّهُ اِحْدَاثٌ فِي الْحَقِيْقَةِ وَفِي فَتْحِ الْقَدِيْرِ:وَاعْلَمْ أَنَّ الْبِيَعَ وَالْكَنَائِسَ الْقَدِيْمَةَ فِي السَّوَادِ لَاتُهْدَمُ عَلٰى الرِّوَايَاتِ كُلِّهَا،وَأَمَّافِي الْأَمْصَارِفَاخْتَلَفَ كَلَامُ مُحَمَّدٍفَذَكَرَفِي الْعُشْرِوَالْخَرَاجِ تُهْدَمُ الْقَدِيْمَةُ وَذَكَرَفِي الْإِجَارَةِأَنَّهَالَاتُهْدَمُ وَعَمَلُ النَّاسِ عَلٰى هٰذَافَإِنَّارَأَيْنَاكَثِيْرًامِنْهَاتَوَلَّتْ عَلَيْهَاأَئِمَّةٌ وَأَزْمَانٌ وَهِيَ بَاقِيَةٌ لَمْ يَأْمُرْإِمَامٌ بِهَدْمِهَافَكَانَ مُتَوَارِثًامِنْ عَهْدِالصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .وَعَلٰى هٰذَالَوْمَصَّرْنَابَرِّيَّةً فِيْهَادَيْرٌأَوْكَنِيْسَةٌ فَوَقَعَ دَاخِلَ السُّوْرِيَنْبَغِيْ أَنْ لَايُهْدَمَ لِأَنَّهُ كَانَ مُسْتَحِقًّالِلْأَمَانِ قَبْلَ وَضْعِ السُّوْرِفَيُحْمَلُ مَافِي جَوْفِ الْقَاهِرَةِ مِنَ الْكَنَائِسِ عَلٰى ذٰلِكَ ....

ماتن کاقول''ویعاد المنهدم''(یعنی منہدم چرچ کودوبارہ بنایا جائے گا) سے دوفائدے حاصل ہوتے ہیں۔

پہلا فائدہ: پرانے گرجوں سے عدم تعرض، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک دارالاسلام میں یہود ونصاری کے عبادت خانوں کے ترک پر توارث قائم ہے۔اور''قدیمہ'' سے مراد یہ ہے''امام کے شہر فتح کرنے اوران سے اس بات پر صلح کرنے کہ وہ مفتوحہ شہراوراپنی زمینوں میں رہیں گے اس سے پہلے جوکنیسے موجودہوں،(قدیمی کنیسوں کے لئے')یہ شرط ہرگزنہیں وہ صحابہ اورتابعین رضی اللہ عنھم کے زمانہ میں ہوں اور''محیط''میں ہے اگروہ اپنے کنیسوں میں ناقوس بجائیں توانہیں روکانہیں جائے گا۔

دوسرافائدہ:

قدیمی کنیسہ اگرمنہدم ہوجائے تواسے دوبارہ بنانے کا جواز ہے، کیونکہ عمارتیں ہمیشہ کے لئے باقی نہیں رہ سکتیں، جب امام نے انہیں باقی رکھنے کا اھل ذمہ سے عہدکیا تھاتو(گویاکہ)ان سے دوبارہ بنانے کا بھی عہدکیا تھااورانہوں نے دوباتوں کی طرف اشارہ بھی کردیا کہ''بناء اول''پرزیادتی جائزنہیں اورپہلی جگہ سے کسی اورمقام کی طرف کنیسہ کومنتقل نہیں کرسکتے کیونکہ منتقل کرناحقیقت میں نیابنانا ہے۔

فتح القدیرمیں یہود ونصاری کے عبادت خانوں سے متعلق ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے''جوبیعہ اورکنائس قدیمی دیہات میں ہوں جمیع روایات کے مطابق انہیں منہدم نہیں کیا جائے گا اور جوشہر میں ہوں

ان کے بارے امام محمد رحمہ اللہ کے دوقول ہیں''عشراورخراج'' کے باب میں انھدام کاقول ہے اور''اجارہ'' میں عدم انھدام کا اورلوگوں کاعمل بھی اسی (دوسرے قول پر) ہے ہم نے ایسے ڈھیروں شہردیکھے ہیں جن پرایک عرصہ ائمہ کرام کوولایت اورسلطنت حاصل رہی مگرانہوں نے ان کے گرانے کاحکم نہ دیااورعبادت خانے عہدصحابہ کے تھے علی ھذاالقیاس!مسلمان اگرغیرآبادجگہ میں شہربنائیں (اوراس سے قبل دہاں)بت خانہ اورکنیسہ موجودہوں اورشہرپناہ میں وہ داخل ہوجائیں تولائق نہیں کہ انہیں منہدم کردیاجائے ۔کیونکہ وہ شہرپناہ کی وضع سے قبل مستحق امان ہیں اور''قاہرہ'' کے وسط میں موجودکنیسوں کوبھی اسی پرمحمول کیاجائے گا۔(بحرالرائق:۵/۱۹۱؛ مکتبہ رشیدہ کوئٹہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانیوں سے ایک معاہدہ ان کے کنیسے نہ گرانے کا بھی کیا۔

عہدحاضرمیں عامۃ الناس میں پایاجانے والا یہ عمل کس حدتک قابل ترک ہے ۔کہ دارالکفر میں اسلام اورمسلمانوں کے خلاف پائے جانے والے کسی مکروہ عمل کے پس منظرمیں اپنے ذمیوں سے ہتک آمیز سلوک کرکے اپنے آپ کوعہدشکنوں کی صفوں میں استادہ کیاجائے ،پھرغیض وغضب سے جب ذمیوں کے چرچوں اورعبادت خانوں کوزمیں بوس کیاجاتاہے توکیاحاصل ہوتاہے۔

۱۔ ہمارے اپنے قائم کردہ عدل وانصاف کے ادارے ایسے اقدام والوں پردہشت گردی کی دفعات لگاکرقیدوبندمیں ڈالنامناسب خیال کرتے ہیں۔

۲۔ ہم نے جن لوگوں کومنتخب کیاہوتاہے وہ اس جرم کی پاداش میں معافی مانگتے ہیں اورامت مسلمہ کے خزانوں کانئے چرچ کی تعمیرکے لئے بے حساب وکتاب منہ کھول دیتے ہیں،

۳۔ دارالاسلام میں اقلیتوں کے عبادت خانے گرانا،دارالکفر میں امت مسلمہ کے ستائے ہوئے لوگوں کے لئے مرہم وپٹی کاکام نہیں دیتا۔

حالانکہ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانی عیسائیوں سے جب صلح کی توان کے عبادت خانے سے متعلق یہ عہدفرمایاکہ جب تک تم ان شرائط کے پابندرہوگے تمھارے عبادت خانے منہدم نہیں کیئے جائیں گے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ نَجْرَانَ عَلٰى اَلْفَيْ حُلَّةٍ،اَلنِّصْفُ فِيْ صَفَرٍوَالنِّصْفُ فِيْ رَجَبٍ يُؤَدُّوْنَهَااِلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَعَارِيَةَ ثَلَاثِيْنَ دِرْعًاوَثَلَاثِيْنَ فَرَسًاوَثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا وَثَلَاثِيْنَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ اَصْنَافِ السِّلَاحِ يَغْزُوْنَ بِهَاوَالْمُسْلِمُوْنَ ضَامِنُوْنَ لَهَاحَتّٰى يَرُدُّوْهَاعَلَيْهِمْ اِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ ذَاتُ غَدْرٍعَلٰى اَنْ لَاتُهْدَمَ لَهُمْ بِيْعَةٌ وَلَايُخْرَجَ لَهُمْ قَسٌّ

وَلَايُفْتَنُوْا عَنْ دِيْنِهِمْ مَالَمْ يُحْدِثُوْا حَدَثًا أَوْيَأكُلُوْا الرِّبَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانیوں سے دو ہزار کپڑے کے جوڑے پر صلح کی، جو نصف صفر میں اور نصف رجب میں مسلمانوں کو ادا کریں گے اور تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کے اسلحہ میں سے تیس ہتھیار جو جنگ میں کام آتے ہیں عاریۃً دیں گے اور مسلمان اس کا ذمہ لیتے ہیں کہ ان کے استعمال کے بعد ان کو واپس کر دیں گے اور یہ عاریۃً دینا اس وقت ہوگا جب یمن والوں سے کوئی دھوکہ کرے یا عہد توڑے مسلمانوں سے اس شرط پر کہ ان کا کوئی گرجا گرایا نہ جائے اور نہ ان کے دین میں مداخلت ہوگی اور یہ اس قوت تک ہوگا جب تک وہ کوئی نئی بات نہ نکالیں یا سودخوری نہ کریں۔

(سنن أبی داؤد؛ رقم الحدیث:۳۰۴۱، دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

وثیقہ جاتِ فاتحین بسلسلہ کلیسہا۔

اسلامی فتوحات میں بیسوں ایسی روایات موجود ہیں کہ اولی العزم فاتحین نے اس امر پر تحریری کی صورت میں صلح کی کہ اہل ذمہ کے کلیسے، بیعے، چرچ، آتش کدے مبدّ اور مندر منہدم نہیں کئے جائیں گے، نئے کنیسے نہ بنانے کا معاہدہ بھی ان سے کیا۔ باوجود قوت وغلبہ کے کلیسہ ء یوحنا نصاری سے زبردستی حاصل نہ کیا بلکہ مسجد دمشق میں توسیع کی ضرورت کے وقت ان سے مال وزر کے عوض اور صلح سے لینا کا تقاضا کیا اور انہوں نے ہر دور میں اپنے عبادت خانے کو مال پر ترجیح دی، البتہ ایک والی نے ان سے کلیسہ ء یوحنا زور سے حاصل کرلیا، اس کے بعد آنے والے حاکم سے نصاری نے جب کلیساء یوحنا کی واپسی کا مطالبہ کیا تو وہ واپس دینے پر راضی ہوگئے ،مگر ایک مرد فقیہی نے اپنی فقاہت کے بل بوتے پر نصاری کو کلیساء یوحنا کے عوض اور پندرہ کلیسے لینے پر راضی کرلیا اور ان کا یہ فیصلہ والی سمیت سب کو اچھا لگا۔ چناچہ فاتحین کے ذمیوں سے طے ہونے والے وثیقہ جات، صلح نامے اور معاہدے ذیل میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں:

(۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دمشق والوں سے بایں الفاظ صلح کی:

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما أعطى خالد بن وليد أهل دمشق اذا دخلها أعطاهم أماناً على أنفسهم وأموالهم وكنائسهم وسور مدينتهم لايهدم ولايسكن شيء من دورهم لهم بذلك عهد الله وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والمؤمنين لايعرض لهم الا بخير اذا أعطوا الجزية

یہ وہ تحریر ہے جو خالد بن ولید دمشق والوں کو اس وقت دی جب وہ اس میں داخل ہوئے اور انہوں نے ان کی جانوں، مالوں، کلیسوں اور ان کے شہر کی فصیل کو امان دی۔ ان کے گھروں میں سے

کوئی گھر رہائش کے لئے نہیں لیا جائے گا،ان کے لئے (اس پر)اللہ تعالی کا عہد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،خلفاء اورمؤمنین کا ذمہ ہے،اگروہ جزیہ دیں گے توان سے خیروبھلائی کی جائے گی۔ (فتوح البلدان:۱۸٦،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۲) حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے ''رقہ'' والوں کو مندرجہ کلمات پر مشتمل صلح نامہ عطا فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم:

هذا ما أعطى عياض بن غنم أهل الرقة يوم دخلها أعطاهم أمانا لأنفسهم وأموالهم وكنائسهم لاتخرب ولاتسكن اذا أعطوا الجزية التى عليهم ولم يحدثوا مغيلة وعلى ان لايحدثوا كنيسة ولا بيعة ولايظهروا ناقوسا ولاباعوثا ولاصليبا "شهدالله وكفى بالله شهيدا"وختم عياض بخاتمه

یہ وہ تحریر ہے جو عیاض بن غنم نے ''رقہ'' والوں کو اس وقت دی جب وہ اس میں داخل ہوئے اورانہوں نے ان کی جانوں، مالوں،کلیسوں کو امان دی۔کلیسے ویران کئے جائیں گے،نہ ان میں رہائش رکھی جائے گی،اس شرط پر کہ وہ طے شدہ جزیہ دیتے رہیں اور کوئی سازش نہ کریں،اوراس پر(ان سے صلح ہوئی اورانہیں امان دی کہ)وہ نیا چرچ اور بیعہ نہیں بنائیں گے،ناقوس نہیں بجائیں گے،باعوث(نصاریٰ کی عید جوسال بعد اتوار کو مناتے ہیں)نہیں منائیں گے اورصلیب بھی نہیں نکالیں گے۔اللہ تعالی گواہ ہے اوراس کی گواہی کافی ہے۔(صلح نامہ کے آخر پر عیاض بن غنم نے)اپنی مہر لگائی۔(فتوح البلدان:۲۵۸،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۳) عیاض بن غنم نے جب 'الرہا' فتح کیا تو وہاں کے باشندوں سے آپ نے درج ذیل کلمات پر صلح کی:

فصالحوه على أن لهم هيكلهم وماحوله وعلى أن لايحدثوا كنيسة الاماكان لهم وعلى معونة المسلمين على عدوهم فان تركوا اشياء مما شرط عليهم فلاذمة لهم ودخل أهل الجزيرة فيما دخل فيه أهل الرها

ان سے اس پر صلح کی کہ ان کا ''ہیکل'' اور جو کچھ اس کے آس پاس ہے ان کے پاس رہے گا،موجودہ کنیسوں کے علاوہ نیا کنیسہ نہیں بنائیں گے،مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کریں گے۔اگروہ مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط چھوڑیں گے تو ان کے لئے کوئی ذمہ نہیں ہوگا،پھر اہل جزیرہ نے بھی ویسی شرائط قبول کرلی(فتوح البلدان:۲۵٦،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۴) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کو جو امان دی اس کے صیغہائے امان کنیسوں اورصلیبوں کو تحفظ فراہم کرنے میں کس قدر قابل تقلید تھے:

☆تذكر ان ربك واسع المغفرة يقبل التوبة ويعفو عن عباده ويبدل السيئات حسنات.☆

بسم الله الرحمن الرحيم :

هذاماأعطى عمروبن العاص أهل مصرمن الامان على أنفسهم وملتهم وأموالهم وكنائسهم وصلبهم وبرهم وبحرهم لايدخل عليهم شيء من ذلك ولاينتقص ولايساكنهم النوبة

یہ وہ امان ہے جوحضرت عمروبن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل مصرکوان کے نفوس،اموال،کنیسوں،صلیبوں،مذہب اور بحروبر کے متعلق دی ہے،ان میں نہ کچھ اضافہ ہوگااور نہ کمی ہوگی اورنہ النوبہ ان کے ساتھ مل کررہ سکے گااوراہل مصرپرلازم ہوگا کہ جب وہ اس صلح پراتفاق کرلیں تووہ جزیہ اداکریں جوان کی گنجائش کے مطابق ،زیادہ سے زیادہ پچاس کروڑ ہوگااوران پران کی حفاظت کی ذمہ داری ہوگی اوراگران میں سے کوئی شخص یہ بات نہ مانے توان کے اندازے کے مطابق ان سے ٹیکس اٹھادیا جائے گااور جوشخص انکار کرے گا ہم اس کے عہدے سے بری ہوں گے اوراگران کی گنجائش ٹیکس کی رعایت سے کم رہی تواس کے اندازے کے مطابق ٹیکس انہیں معاف کردیا جائے گا

(البدایہ والنہایہ؛ ۷/ ۱۳۵،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۵) حذیفہ بن یمان جب 'نہاوند' سے 'آزربیجان' کے مستقرحکومت 'اردبیل' آئے تو ''مرزبان'' سے شدید جنگ کی ،پھرمندرجہ کلمات پرصلح کرلی:

صالح حذيفه عن جميع أهل أزربيجان على ثمان مئة الف درهم وزن ثمانية على أن لايقتل منهم احدولايسبيه ولايهدم بيت نارولايعرض ولاكرادالبلاسجان وسيلان وساترودان ولايمنع اهل الشيزخاصة من الزفن في أعيادهم واظهارماكانوايظهرون

پھرحذیفہ نے تمامی آزربائیجان والوں سے آٹھ(اوقیہ وزن کے) آٹھ لاکھ درہم پراس شرط پرصلح کرلی''ان میں کسی کوقتل کیاجائے گانہ سبی بنایاجائے گااورنہ''آتش کدہ'منہدم کیاجائے گا۔بلاسجان،سیلان،ساترودان کے کردوں کے مقابلہ میں انہیں غیرمحفوظ نہ چھوڑاجائے گااورخاطور''شیز''والوں کوان کی عیدوں میں زفن(رقص) سے اوراس موقعہ پرجواعمال وہ کرتے ہیں ان سے انہیں نہیں روکاجائے گا۔ (فتوح البلدان؛ ۴۸۰،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۶) محمدبن قاسم رحمہ اللہ نے جب''الور''والوں سے صلح کی تواس میں یہ شرط بھی مذکورتھی کہ'بد'' سے تعرض نہیں کیاجائیگااورآپ نے''بد'' کی امان کوکنیسہ اورآتش کدہ پرقیاس کیا۔البلاذری لکھتے ہیں:

وانتهى محمدالى الرور،وهي من مدائن السندوهي على جبل وحصروهم أشهراففتحهاصلحاعلى أن لايقتلهم ولايعرض لبدهم وقال ماالبدالاككنائس النصارى واليهودوبيوت نيران المجوس

☆اشكر ربك على نعمة الدين والعقل والعافية والستر والسمع والبصر والرزق والذرية وغيرها.☆

محمد بن قاسم جب ''الرور'' (الور) پہنچے اورالرورسندھ کے بڑے شہروں میں سے تھااور پہاڑ پرتھا آپ نے کئی ماہ ان لوگوں کومحصوررکھا (بلآخر) اس شرط پرصلح ہوئی کہ وہاں کے لوگوں کوقتل نہیں کیاجائے گااور''بد'' سے تعرض نہیں کیاجائے گا اورکہاکہ ''بد''ویساہی ہے جیسے یہودونصاری کے'' کنیسے ''او رمجوسیوں کے'' آتش کدے'' (ایضاً؛۶۲۳،نفیس اکیڈمی کراچی)

کلیساء یوحناپندرہ کنیسوں کےعوض حاصل کرکے مسجد دمشق میں شامل کیا گیا۔

جب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ والی ہوئے توانہوں نے ارادہ کیاکہ کنیسہ ءیوحنامسجددمشق میں شامل کرلیں مگرنصاری نے اس کے دینے سے انکارکیااوروہ اس سے بازرہے پھرعبدالملک بن مراوان نے اپنے زمانہ میں مسجدمیں اضافہ کرنے کے لئے ان سے کنیسہ مانگااور اس کے معاوضہ میں انہیں مال دیناچاہالیکن انہوں نے قبول نہ کیااوراس کے دینے سے انکارکردیاپھرولیدبن عبدالملک نے اپنے زمانہ میں انہیں جمع کیااوران کے سامنے بہت کثیردولت اس غرض سے پیش کی کہ وہ کنیسہ اس کے حوالہ کردیں مگروہ راضی نہ ہوئے اورانہوں نے اس کے دینے سے صاف انکارکردیا۔اس نے کہااگرتم نہیں دوگے تومیں اس کومسمارکردونگااس پران میں سے کسی نے کہا''اے امیرالمؤمنین کنیسہ منہدم کرنے والاپاگل ہوجائے گااوراس پرآفت آئیگی'' اس بات نے ان کوآگ لگادی اس نے کدال منگائی اوراپنے ہاتھوں سے اس کی دیوارکاکچھ حصہ منہدم کردیا،اس وقت اس کےجسم پرزروریشم کی قباتھی اس کے بعداس نے مزدوراورمعمارجمع کئے اورانہوں نے اس کومنہدم کرکے مسجدمیں داخل کردیا۔

فلمااستخلف عمربن عبدالعزیزشکاالنصاری الیہ مافعل الولیدبھم فی کنیستھم فکتب الی عاملہ یأمرہ بردمازادہ فی المسجدعلیھم،فکرہ اھل دمشق ذلک وقالویھدم مساجدنابعدان أذنافیہ وصلینافیہ ویردبیعة؟وفیھم یومئذ سلیمان بن حبیب المحاربی وغیرہ من الفقھاء وأاقبلواعلی النصاری فسئلھم ان یعطواجمیع کنائس الغوطہ التی أخذت عنوة وصارت فی أیدالمسلمین علی أن یصفحوکنیسة یوحناویمسکواعن المطالبة بھافرضوابذلک وأعجبھم فکتب بہ الی عمرفسرہ وأمضاہ

پھرجب عمربن عبدالعزیزخلیفہ ہوئے تونصاری نے ان سے اس سلوک کی شکایت کی جوالولیدنے ان کے کنیسہ کے ساتھ کیاتھااس پرانہوں نے اپنے عامل کویہ حکم لکھاکہ ''مسجدمیں جواضافہ کیاگیاہے وہ نصاری کوواپس دے دیاجائے اہل دمشق نے اس کوبراسمجھااورکہا۔کیاہم اپنی مسجدڈھادیں؟حالانکہ ہم اس میں اذان دے چکے ہیں اورنمازپڑھ چکے ہیں اورکیا''بیعہ''واپس کیاجائے؟اُن

☆الاتعلم ان فی الناس من فقد عقلہ 'اوصحتہ'اوھومحبوس او مشلول اومبتلی .☆

دنوں مسلمانوں میں فقہاء میں سے سلیمان بن حبیب المحاربی موجود تھے وہ نصاری کے پاس گئے اور ان سے کہا تمہیں وہ تمام کنیسے واپس دے دئے جائیں گے جوالغوط کے عنوۃ فتح کئے ہوئے علاقہ میں ہیں اور اس وقت مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں بشرطیکہ تم کنیسہ یوحنا سے دست بردار ہو جاؤ اور اس کا مطالبہ نہ کرو نصاری نے اس کو پسند کیا اور وہ سب اس پر راضی ہوگے پھر عمر بن عبدالعزیز کو اس کے متعلق لکھا گیا انہیں اس سے بہت مسرت ہوئی اور اس کے نفاذ کا حکم دے دیا۔(فتوح البلدان:۱۹۱،نفیس اکیڈمی کراچی)

مصر میں کنیسے منہدم کرنے کے بعد دوبارہ تعمیر کی اجازت دے دی گئی تھی۔

علامہ حافظ ابوالفدا اعمادالدین ابن کثیر دمشقی ''۳۹۸ھ'' کے واقعات کے تحت لکھتے ہیں:

بیت المقدس میں نصاری کے ایک ''گرجا'' کا نام ''قمامہ'' تھا الحاکم نے اس کے ڈھادینے اور اس میں جو کچھ مال وسامان تھا سب کا سب عوام کے لئے مباح کرکے لوٹ لینے کی اجازت دے دی،اس کی وجہ یہ تھی کہ نصاری اپنے کنیسوں میں آگ سے نجات پانے کے سلسلہ میں یوم نجات اور یوم عید منا کر پوری خوشی مناتے اس آگ کے متعلق ان کے جاہل عوام یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ آگ آسمان سے برستی ہے،حالانکہ وہ انہیں کی بنائی،ہوئی،برسائی ہوئی اور مصنوعی تھی جو ریشم کے دھاگوں اور پرانے پھٹے کپڑوں میں گندھک اور بلسان کے درخت کے تیل وغیرہ سے ملا کر خاص طریقہ سے وہاں کے کمینہ لوگوں اور عوام رواج کے مطابق تیار کرتے تھے اور آج تک اسے اسی جگہ پر اسی استعمال بھی کرتے ہیں۔

وکذلک هدم فی هذه السنة عدة کنائس ببلادمصر...من تعلیق الصلبان علی صدورهم وأن یکون الصلیب من خشب زنته أربعة أرطال وعلی الیهودتعلیق رأس العجل زنته ستة أرطال وفی الحمام یکون فی عنق الواحدمنهم قربة زنة خمسة أرطال بأجراس وأن لایرکبوا خیلاثم بعدهذاکله أمرباعادة بناء الکنائس التی هدمها.وأذن لمن أسلم منهم فی الارتدادالی دینه وقال ننزه مساجدناأن یدخلهامن لانیة له ولایعرف باطنه.قبحه الله.

اور اسی طرح اس سال مصر کے شہروں کے گرجے منہدم کردئے گئے اور نصاری میں یہ عام اعلان کردیا گیا کہ جو شخص اسلام قبول کرنا چاہتا ہو وہ قبول کر لے اور جو اسلام قبول نہ کرنا چاہتا ہو اسے اس بات کی مکمل اجازت ہے کہ اطمینان کے ساتھ یہاں سے نکل کر ملک روم چلا جائے۔اس کے باوجود اگر کوئی اپنے دین پر رہتے ہوئے یہاں رہنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ حاکم کے نئے احکام کو بجالائے جو شہری علاقوں میں رہنے والوں کے لئے نافذ کئے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ لوگ اپنے سینوں پر چار رطل وزن کی لکڑی کی ''صلیب'' لٹکا کے رکھیں اور یہودی اپنے سینوں پر چھ رطل وزن کا بچھڑے کا سر لٹکا کے رکھیں،حمام میں ہر فرد کی گردن میں پانچ رطل

وزن کی مشک گھنگرو سمیت ہو اور ان میں سے کوئی بھی گھوڑے پر سوار نہ ہو اور آخر میں یہ حکم دیا گیا 'منھدم چرچ بھی بنا سکتے ہیں' اور ان میں سے جو اسلام لے آیا ہے اسے پھر اپنے مذہب میں جانے کی اجازت ہے۔ وجہ یہ بتائی کہ میں اپنی مساجد کو ایسے لوگوں سے پاک کرنا چاہتا ہوں جنکی نیت (ٹھیک) نہیں اور نہ ان کے باطن کا حال معلوم ہے۔ ''اللہ تعالی ایسے لوگوں کا انجام برا کرے۔''

(البدایہ والنہایہ: ۱۱/ ۵۸۳، نفیس اکیڈمی کراچی)

اُسوہ ءِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں سلطان نے ''قمامہ'' چرچ منھدم نہ کیا۔

علامہ حافظ ابوالفدا اعماد الدین ابن کثیر دمشقی ''۵۸۳ھ'' کے واقعات کے تحت لکھتے ہیں:

صخرہ معظمہ کے اردگرد سے سلطان نے بری چیزوں، تصاویر اور صلیبوں کو ہٹادیا، اسے مردار ہونے کے بعد پاک کیا اور مستور ہونے کے بعد ظاہر کیا، فقیہ عیسیٰ الھکاری کو حکم دیا کہ وہ اس کے اردگرد آہنی کھڑکیاں بنائے اور اس کے لئے تنخواہ دار امام مقرر کیا اور اس کے لئے اچھی رسد جاری کی اور اسی طرح اقصیٰ کے امام کا حال تھا اور اس نے شافعیہ کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کیا جسے ''الصلاحیہ'' کہا جاتا ہے اور الناصریہ بھی بتایا جاتا ہے اور اس کی جگہ ایک گرجا تھا، جو حضرت مریم کی والدہ 'حنہ'' کی قبر پر تھا اور اس نے صوفیاء کے لئے ایک خانقاہ وقف کی جو 'التبرک'' کی تھی اور قمامہ کے پہلو میں تھی اور اس نے فقہا اور فقراء کی تنخواہیں مقرر کیں۔ مسجد اقصیٰ، صخرہ کی اطراف میں ختم اور ربعات مہیا کئے تا کہ مقیم اور زائرین بھی پڑھیں۔ بنوایوب نے جو کچھ وہ بیت المقدس میں کرتے تھے اور دیگر اچھے کام کرتے تھے ہر ایک کے پاس بطور مقابلہ رغبت کی۔

وهـدم السـلـطان على هدم القمامة وأن يجعلها دكالتنحسم مادة النصارى من بيـت الـمـقـدس فـقـيل له انهم لايتركون الحج الى هذه البقعة ولو كانت قاعاصفصفاوقدفتح هـذه البـلـدقبـلك أميـر الـمـؤمنين عمر بن خطاب وترك هذه الكنيسة بأيديهم ولك في ذلك أسوة فأعرض عنهاوتركهاعلى حالتهاتأسيابعمر رضى الله عنه

اور سلطان نے ''قمامہ'' کو گرانے کا ارادہ کیا، نیز یہ کہ وہ اسے ہموار کردے تا کہ بیت المقدس سے نصاری کا مادہ قطع ہو جائے، اسے بتایا گیا کہ وہ اس قطعہ زمین تک حج کرنا نہیں چھوڑیں گے خواہ یہ چٹیل میدان ہو جائے اور آپ سے پہلے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب نے اس شہر کو فتح کیا تھا اور اس گرجا کو ان کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا تھا اور آپ کے لئے اس میں نمونہ ہے تو اس نے اس بات سے اعراض کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس نے اس میں صرف چار عیسائی رہنے دئے جو اس کی خدمت کرتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ: ۱۲/ ۴۱۸، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)